

ائمہ فقہ

امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت

مولانا محمد عبداللہ

مدرسہ مفتاح العلوم چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

فہرست ذیلی عنوانات مقالہ

- (1) فقہ حنفی کی فوقیت اور قبولیت عامہ
- (2) امام صاحبؒ کا طلب حدیث
- (3) تعلم حدیث کا واقعہ خود امام کی زبانی
- (4) ایک غلط خیال کا ازالہ
- (5) محدث اور مجتہد کی الگ الگ مثالیں
- (6) تکثیر روایت علم حدیث کیلئے معیار نہیں
- (7) امام ابو حنیفہؒ سید المجتہدین ہیں
- (8) امام صاحبؒ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے
- (9) کبار ائمہ کرام کا امام صاحبؒ کے محدثانہ شان میں مدحیہ کلمات
- (10) امام الجرح والتعدیل کا امام صاحبؒ کے علم وحدیث میں تفوق پر قسم
- (11) چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا گیا
- (12) احادیث کی تعداد میں کثرت کے اسباب
- (13) قلیل مدت میں کثیر تعداد حدیث کی حفظ والقاء
- (14) ممالک مشرق کوفہ اور عراق کے بے نظیر امام
- (15) امام صاحبؒ پر اہل رائے کا الزام
- (16) رائے کا لغوی اور اصطلاحی معنی

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين سيدنا ونبينا محمد وعلى آله و

صحابه ومن اهتدى بهديته وسار على نهجه واقتفى اثره الى يوم الدين اما بعد

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسانیت کی ہدایت کیلئے آسمانی کتابیں نازل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کو سمجھانے اور انسانیت کی مکمل ہدایت کیلئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ہر نبی اپنے اپنے علاقہ اور دور تک انسانیت کی ہدایت کیلئے مکمل طور پر کوشاں رہے اور فریضہ رسالت کو مکمل دیا ننداری کیساتھ لوگوں تک پہنچایا۔

اور پھر آخر میں قیامت تک کیلئے تمام انسانیت بلکہ جنات تک کی ہدایت کیلئے سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس فریضہ کو صحابہ کرامؓ نے سنبھالا۔ پھر تابعین اور فقہاء کرام نے۔

اور احادیث مبارکہ میں انہیں کی طرف اس ذمہ داری کو لوٹایا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے العلماء ورثة الانبياء فقہ حنفی کی فوقیت اور قبولیت عامہ:-

اسی فریضہ کی اشاعت کیلئے بہت سی فقہیں معرض وجود میں آئیں وہ ایک خاص دور اور وقت تک چلیں مثلاً عبد اللہ بن مبارکؒ کی فقہ۔ لیکن مروجہ چار فقہوں کے علاوہ باقی فقہیں منشاء الہی کے تحت تقریباً دنیا سے ختم ہو گئیں۔ اور پھر یہ چار فقہیں امت کا معمول بنی رہیں۔ پھر ان میں سے بھی اللہ رب العزت نے فقہ حنفی کو فوقیت اور قبولیت عامہ بخشی۔

اس وقت پوری دنیا کی اکثریت میں فقہ حنفی ہی کا عروج ہے اور لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کو یہ مقام عند اللہ زیادہ مقبولیت کی وجہ سے اور امام صاحبؒ کی ذات عالی اور شخصیت کی وجہ سے ملا۔ امام اعظمؒ نہ صرف یہ کہ مجتہد اور فقیہ تھے بلکہ ان کے سردار تھے۔ امام اعظمؒ کو یا سورج ہیں اور باقی حضرات ستارے، چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں الناس عيال في الفقهة على ابي حنيفة (مکاتہ الامام ابی حنیفہ بین المحدثین ص 98)

اب اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ امام صاحبؒ کا طلب حدیث اور ائمہ حدیث کی ان کے حق میں مدح

۲۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا اہل الرائے ہونا

امام صاحب کا طلب حدیث:-

امام صاحبؒ کا آبائی پیشہ تجارت تھا اسلئے آپ نے بھی اسی کو اختیار کیا اور اسی کو ذریعہ معاش بنائے رکھا۔ ائمہ میں کسب معاش اور اس طرح وافر مقدار میں اشاعت علم و تحقیقت دو متضاد راہوں پر بیک وقت گامزن ہونے کی پہلی مثال آپؒ نے قائم کی۔ آپؒ نے اپنے علم کو امراء و سلاطین کی عطیات کا بھی شرمندہ احسان نہیں بنایا۔ ریشمی کپڑے کی تجارت کا کام تھا، لاکھوں کا کاروبار تھا عراق، شام، ایران

و عرب کی طرف مال سپلائی کیا جاتا تھا۔ انہیں تجارتی امور کی وجہ سے شہروں اور بازاروں میں آپؐ کی آمد کثرت سے رہتی تھی۔ ایک دن گزرتے ہوئے امام شعیؒ سے ملاقات ہو گئی امام شعیؒ نے دریافت کیا، صاحبزادے! کیا کرتے ہو؟ کہاں آتے جاتے رہتے ہو؟ جواب دیا کہ تجارت مشغلہ ہے اسی سلسلہ میں آمد و رفت رہتی ہے۔ پھر امام شعیؒ نے پوچھا کیا علماء کے پاس بھی آتے جاتے ہو؟ جواب دیا انا قلیل الاختلاط الیہم میں ان کے پاس کم آتا جاتا ہوں۔

امام شعیؒ نے اپنی فراست سے پہچان لیا اور علم کی ترغیب دی امام صاحبؒ خود فرماتے ہیں فوق فی قلبی من قولہ فترکت الاختلاط فی السوق وأخذت فی العلم (مقام ابو حنیفہ ص 49)

کہ میرے دل میں امام شعیؒ کی بات بیٹھ گئی اور میں نے بازار کی آمد و رفت چھوڑ کر علم حاصل کرنا شروع کیا اس واقعہ سے امام اعظمؒ کی علم حدیث کی تحصیل شروع ہوئی آپؒ نے اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں ہی علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تھا لیکن اکثر احادیث آپؒ نے فقہاء محدثین سے لیں چنانچہ ابو داؤد طیالسی امام صاحبؒ سے ان کی اپنی بات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے فرمایا ولدت سنة ثمانین وقدم عبد الله بن انس صاحب رسول الله ﷺ سنة اربع وتسعين ورايته وسمعت منه وأنا ابن اربع عشرة سنة سمعت يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول جبک الشی یعمی ویصم امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں 80ء کو پیدا ہوا جب میں نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور ان سے یہ حدیث سنی کہ کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے تو اس وقت میری عمر چودہ سال تھی

تعلیم حدیث کا واقعہ خود امام صاحبؒ کی زبانی :-

علم حدیث کے تعلیم کے حوالہ سے ہی امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے خود اپنا واقعہ ہمیں سنایا۔ قال ولدت سنة ثمانین وحججت مع ابي سنة ست وتسعين وأنا ابن ست عشرة سنة فلما جئت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة فقلت لأبي حلقة من هذه؟ فقال حلقة عبد الله بن الحارث بن جرز الزبیدی صاحب رسول الله ﷺ فتقدمت سمعته يقول من تفقه فی دین الله کفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب (مکاتب الامام ابی حنیفہ بین المحدثین ص 98) کہ میری پیدائش 80ء کو ہوئی اور 96ء میں میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ حج کیا جب میں مسجد حرام کی طرف آیا تو ایک بڑا مجمع دیکھا تو میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ حلقہ کس کا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن حارثؒ کا ہے انہوں نے حدیث بالا پڑھی۔

مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہوا کہ آپؒ نے اپنی جوانی کی ابتداء ہی سے علم حدیث صحابہ کرامؓ اور تابعین سے حاصل کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ امام صاحبؒ کیلئے ایک اچھی فال بھی ہے کہ ابتداء جوانی سے ہی علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا اور بالآخر ایک ذخیرہ احادیث کو جمع کیا اور پھر احکامات مستطب کئے جو امت کے لئے بے مثال نفع بنے کما لا یخفی علی العلماء

ایک غلط خیال کا ازالہ:-

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ عظیم حدیث میں کم مایہ تھے تاہم اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ عام طور پر محدث کے لقب سے مشہور نہیں ہوئے بزرگان سلف میں سے سینکڑوں جزرگ ایسے ہیں جو اجتہاد اور روایت دونوں کے جامع تھے لیکن شہرت اسی وصف کیساتھ ہوئی جو ان کا کمال غالب تھا۔

امام صاحب کی مستقل حدیث میں تصنیف نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام مالک، امام شافعی بھی اس لقب کے ساتھ مشہور نہ ہوئے اور نہ ہی ان کی تصنیفوں کو وہ قبول عام حاصل ہوا جو صحاح حرمہ کو ہوا۔

امام احمد بن حنبل ان لوگوں کی نسبت علم حدیث میں زیادہ نام آور ہیں ان کی مسند کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ صحیح حدیثوں کا اتنا بڑا مجموعہ اور کہیں نہیں مل سکتا لیکن جس قدر حدیث اور روایت میں انکا زیادہ اعتبار ہے اسی قدر استنباط اور اجتہاد میں انکی آموری کم ہے محدث اور مجتہد کی الگ الگ حیثیتیں :-

حقیقت یہ ہے کہ محدث اور مجتہد کی حیثیتیں الگ الگ ہیں۔ محدث مواعظ، قصص، فضائل، سیر ہر ایک قسم کی روایتوں کا استقصاء کرتا ہے بخلاف اس کے کہ مجتہد کو زیادہ تر ان احادیث سے غرض ہوتی ہے جن سے کوئی حکم شرعی مستنبط ہوتا ہے (یہی سبب ہے کہ محدثین کی نسبت مجتہدین قلیل الروایت ہوتے ہیں) موطا امام مالک میں جو کہ امام مالک کی تمام روایتوں کا مجموعہ ہے زیادہ سے زیادہ ہزار حدیثیں ہیں جن میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کے اقوال بھی شامل ہیں۔ امام شافعی نے امام مالک و امام احمد کے سامنے اکثر اعتراف کیا ہے کہ تم لوگ ہماری نسبت احادیث سے زیادہ واقف ہو۔ قاضی یحییٰ بن آدم جو امام ترمذی کے شیخ ہیں حسرت سے کہا کرتے تھے اگر امام شافعی نے علم حدیث کی طرف پوری توجہ کی ہوتی تو ہم لوگوں کو سب سے بے نیاز کر دیا ہوتا۔ حافظ ابن حجرؒ نے امام شافعی کے حالات پر ایک رسالہ لکھا ہے اس میں امام شافعی کے شیوخ حدیث سے بحث کی ہے خاتمہ پر لکھا ہے ولم یکثر من الشيوخ کعادة اهل الحديث لإقباله علی الاشتغال بالفقه

حافظ ابن حجرؒ نے یہی سبب امام صاحب کی قلت روایت کا بیان فرمایا ہے لیکن اس قلت کے دائرہ کو اتنا تنگ کرنا ان حضرات کے مطلب کے خلاف ہے ان کی قلت کا مطلب یہ تھا کہ اجتہاد کی نسبت قلت روایت ہے اور واقعہ ایسا ہی ہے کہ حضرات فقہائے کرام کا کمال غالب فقہات اور استنباط ہے جو احادیث یاد ہونے پر مبنی ہے۔

اتنی بات ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مغازی قصص سیر وغیرہ میں امام صاحب کی نظر اتنی وسیع نہ تھی لیکن بایں ہمہ اتنی کم بھی نہ تھی جتنا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے جیسا کہ امام مالک اور امام شافعی کا بھی یہی حال تھا۔ لیکن عقائد احکام کے متعلق امام صاحب کو جو واقفیت حاصل تھی اس سے انکار کرنا ناہر حال ناانصافی ہے۔

تکثیر روایت علم حدیث کیلئے معیار نہیں :-

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے زیادہ کسی صحابیؓ کو رسول خدا ﷺ کے ساتھ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن حدیث کی تمام کتابوں میں ان کی صحیح روایات کی تعداد سترہ (17) سے زیادہ نہیں کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ان کو اتنی ہی احادیث یاد تھیں؟ ان کے بعد حضرت عمرؓ اور ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کا درجہ ہے حضرت عمرؓ سے بھی اسی طرح تقریباً پچاس حدیثیں مروی ہیں۔ اور یہی حال حضرت عثمان غنیؓ کا ہے بخلاف اس کے حضرت ابو ہریرہؓ جو اسلام بھی 7ھ میں لایا اور ان کی روایات کی تعداد 5346 اور حضرت انسؓ سے 2286 اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے 2260 حضرت جابرؓ سے 2540 اور ابن عمرؓ سے جو کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں نوجوان تھے سے 2630 حدیثیں مروی ہیں۔ ان حضرات کو حضور اقدس ﷺ کے ساتھ خلفائے ثلاثہ کی نسبت آپ کے ساتھ رہنے کا اتفاق کم ہوا لیکن ان کی روایات زیادہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ روایات کا زیادہ ہونا علم حدیث کیلئے معیار نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرات شیخینؓ سے کم روایات منقول ہیں لیکن انہیں حدیث کا علم نہ رکھنے والا کہنا درست نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کان ابو بکر اعلمنا (مشکوٰۃ ص 546)

امام ابو حنیفہ سید المجتہدین ہیں :-

امام صاحبؒ کے مجتہد ہونے پر سب کا اتفاق ہے بلکہ منصف مزاج لوگوں کے نزدیک تو امام صاحب سید المجتہدین ہیں اور اجتہاد کی شرائط میں سے یہ ہے کہ مجتہد احکام کی آیات اور احادیث کا حافظ ہو جب یہ بات تسلیم ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام صاحبؒ محدث نہ تھے؟ البتہ شان فقہات غالب تھی جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

امام صاحبؒ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے :-

امام صاحبؒ نے کم از کم تراسی ہزار (83000) مسائل کا جواب دیا امام صاحبؒ کا اتنے مسائل کا جواب دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحبؒ کے پاس کافی احادیث تھیں۔ اسی وجہ سے حافظ محمد بن یوسف صالکی فرماتے ہیں

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة إعتائه بالحديث ما تهيأ له إستنباط مسائل الفقه

کہ امام صاحبؒ بڑے حفاظ حدیث میں سے تھے اگر ان کے پاس احادیث کثیرہ نہ ہوتیں تو مسائل فقہ کا استنباط نہ کر سکتے۔

محمد بن سماعہ فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے اپنی تصانیف (جو انہوں نے اپنے شاگردوں کو املاء کرائی ہیں یا شاگردوں نے از خود لکھی ہیں) میں (70,000) احادیث بیان کی ہیں اور کتاب الاثر کو چالیس ہزار احادیث سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔

اسی سلسلہ میں اب ائمہ کرام کی امام صاحبؒ کے بارے میں کچھ شہادات پیش کی جاتی ہیں۔

کبار ائمہ کرام کا امام ابو حنیفہ کی محدثانہ شان میں مدحیہ کلمات :-

شیخ الاسلام ابن عبد اللہ المالکیؒ تحریر فرماتے ہیں وروی حماد بن زید عن ابی حنیفہؒ احادیثا کثیرة حماد بن زید نے ان سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں کثیرہ کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے کہ امام صاحب کے پاس کافی احادیث کا ذخیرہ تھا۔ سترہ احادیث کو کوئی بھی کثیر نہیں کہتا۔

اور حافظ ابن عبد اللہ بھی امام وکیع بن جراح کے تذکرہ میں فرماتے ہیں وکان یحفظ حدیثہ کملہ وکان قد سمع من ابی حنیفہؒ حدیثا کثیرا (جامع بیان العلم ص 149 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص 110) یہاں پر بھی لفظ کثیرہ مذکورہ دلالت کرتا ہے امام وکیع بن الجراح جواز خود بلند قدر اور پختہ کار محدث تھے ایسے شخص کا امام صاحب سے روایت کرنا بھی امام صاحب کے علم میں مقام کی دلیل ہے۔

مشہور محدث اسرائیلؒ امام صاحبؒ کے متعلق فرماتے ہیں ما کان أحفظہ لکل حدیث فیہ فقہ و اشد فحصہ عنہ و أعلمہ بما فیہ من الفقہ (تاریخ بغداد ص 339 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص 112) (ومکاتئ الامام ابی حنیفہ بن المحدثین) انہوں نے ہر ایسی حدیث کو کیا ہی اچھی طرح یاد کیا ہے جس سے کوئی فقہی مسئلہ مستبہط ہو سکتا ہے اور حدیث کے بارے میں بڑی بحث کرنے والے اور حدیث میں فقہی مسائل کو بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

امام ابو عبد اللہ بن داؤد الخرزبیؒ فرماتے ہیں یجب علی اهل الاسلام ان یدعو اللہ لابی حنیفہ فی صلاتہم قال و ذکر حفظہ علیہم السنن والفقہ (تاریخ بغداد ج 13 ص 342 البدایہ والنہایہ ج 1 ص 107 بحوالہ مقام ابو حنیفہؒ 110) اہل اسلام پر واجب ہے کہ امام صاحب کیلئے دعا کریں کیونکہ انہوں نے حدیث اور فقہ کو یاد کیا (مکاتئ)

امام صدر الائمہؒ اپنی سند کے ساتھ امام زفرؒ سے نقل کرتے ہیں قال کان کبراء المحدثین مثل زکریا بن ابی زائدہ و عبد الملک بن ابی سلیمان واللیث بن ابی سلیم ومطرف بن طریف حصین ہوا بن عبد الرحمن وغیرہم یختلفون إلی ابی حنیفہ ویسئلونہ عما ینوبہم من المسائل وما اشتبه علیہم من الحدیث (مناقب موفق 149/29 بحوالہ مقام ابی حنیفہ 113) کہ بڑے بڑے محدثین مثلاً زکریا بن ابی زائدہ، عبد الملک بن ابی سلیمان، لیث بن ابی سلیم، مطرف بن طریف وغیرہ جیسے حضرات امام ابو حنیفہ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور ایسے (دقیق) مسائل ان سے دریافت کرتے جو ان کو درپیش ہوتے تھے۔ ان کبار محدثین کا امام اعظمؒ کی خدمت میں آنا اور احادیث کی مشکلات کو حل کروانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحبؒ کو احادیث مبارکہ میں خاص کرا حکام اور عقائد کی احادیث میں دسترس حاصل تھی ظاہر ہے با کمال شخصیات کسی اکمل شخصیت کے پاس ہی آتی ہیں۔ مشہور محدث امام کدائمؒ فرماتے ہیں طلبت مع ابی حنیفہ الحدیث فغلبنی وأخذنا فی الزہد فبرع علینا و طلبنا معہ الفقہ فجاء منہ ماترون (مناقب ابی حنیفہ ص 67) میں نے امام صاحب کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی لیکن وہ ہم پر غالب رہے اور زہد میں مشغول ہوئے تو بھی ہم پر فائق رہے اور ہم نے ان کے ساتھ فقہ طلب کی تو اس میں ان کا کمال ہم سے مخفی نہیں ہے۔

غور فرمائیے کہ چوٹی کا محدث اور صحاح ستہ کا مرکزی راوی امام ابو حنیفہؒ کے زہد اور فقہ کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں فوقیت اور برتری کو کس شان سخاوت کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں سبحان اللہ۔

امام الجرح والتعديل :-

امام الجرح والتعديل۔ یحییٰ بن سعید القطانؒ حضرت امام صاحبؒ کے بارے میں قسم کھا کر فرماتے ہیں إنہ واللہ لأعلم هذه الأمة بما جاء عن الله ورسوله (بحوالہ مقام ص 114) خدا کی قسم امام ابو حنیفہؒ اس امت میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول برحق سے جو کچھ بھی وارد ہوا ہے اس کے سب سے بڑے عالم ہیں ناقدین رجال اور سرتاج محدثین کا قسم اٹھا کر یہ بیان دینا امام صاحب کے علم حدیث میں تفوق کی روشن دلیل ہے۔

چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب :-

حضرت علامہ ملا علی القاریؒ امام محمد بن ساعدیؒ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ان الامام ذکر فی تصانیفہ نیفا وسبعین الف حدیث وانتخب الآثار من أربعین الف حدیث (مناقب علی القاری بزیل الجواہر ص 474 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص 114) کہ امام صاحب نے ستر ہزار سے زائد روایات ذکر کی ہیں۔ اور چالیس ہزار احادیث میں سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا امام صدر الاممؒ مکیؒ فرماتے ہیں وانتخب ابو حنیفۃ الآثار من أربعین الف حدیث (مناقب موفقی ص 95 بحوالہ مقام ص 114، مسانید الامام ابی حنیفہ ص 44)

احادیث کی تعداد میں کثرت کے اسباب :-

یاد رہے کہ محدثین کرام کی یہ اصطلاح ہے کہ سند کے بدلنے اور اسی طرح سند کے کسی راوی کے بدلنے سے حدیث کی گنتی اور تعداد بدل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں احادیث کی تعداد کم تھی کیونکہ سند مختصر تھی اور ائمہ حدیث کے زمانہ میں احادیث کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو گئی کیونکہ جوں جوں سند بڑھتی گئی اور راوی بدلتے گئے تو احادیث کی تعداد بھی بڑھتی گئی نہ یہ کہ متون حدیث بڑھ گئے۔ محدثین کی اس اصطلاح کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو سخت ٹھوکر لگی ہے اور انہوں نے محدثین کرام کو بلا وجہ مورد طعن ٹھہرایا دیگر محدثین کی طرح جہاں کہیں امام صاحب کی طرف حدیثوں کی نسبت ہوتی ہے تو اس سے بظاہر یہی متون حدیث مراد ہیں اور جہاں چالیس ہزار یا ستر ہزار کا ذکر آتا ہے تو وہاں سے اسانید اور طرق متعددہ سے مروی احادیث مراد ہیں۔

خطیب بغدادیؒ یحییٰ بن مہین کی سند سے روایت کرتے ہیں کان أبو حنیفۃ لا یحدث بالحدیث إلا ما یحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ (مکالمہ ص 192) امام اعظمؒ وہی حدیث بیان کرتے تھے جو انہیں یاد ہوتی تھی اور جو انہیں یاد نہ ہوتی اسے بیان نہ کرتے تھے۔

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے فرمایا کان أبو حنیفة ثقة صدوقا فی الفقه والحديث مأمونا علی دین الله

(مکاتذہ 192 تاریخ بغداد 131/350)

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں هو ثقة ماسمعت إمرأ ضعفه (مکاتذہ ص 193) کہ وہ ثقہ ہیں میں نے کسی (معتد بہ) سے ان کی تضعیف نہیں سنی اور یہی بات حافظ ابن حجرؒ نے امام صاحب کے متعلق فرمائی ہے۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کان أبو حنیفة أفة أهل الأرض

علامہ موصوف بھی انہی کی سند کے ساتھ اسرائیلؒ سے روایت کرتے ہیں کان نعم الرجل النعمان ما كان أحفظه لكل حديث فيه فقه وأشد فحوصه عنه وأعلمه بما فيه من الفقه (مکاتذہ ص 195) امام اعظمؒ بہت ہی اچھے آدمی تھے ہر اس حدیث کو یاد کر لیتے جس میں فقہ ہوتی، اور اس میں خوب چھان بین کرتے تھے۔ اسرائیل بن یونسؒ ائمہ محدثین میں سے ہیں وہ ان الفاظ سے امام صاحبؒ کی تعریف فرما رہے ہیں آگے چل کر امام اعظمؒ کی محدثانہ شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں فهو رجل فقيه لا يبحث إلا عن الحديث الفقهي لأنه رجل متخصص فقد كان يأخذ الحديث ويضبط بقيدته ويسأل عن طريقه كما توحى بذلك كلمة وأشد فحوصه فإذا ما وجده صحيحا وهؤلاء يجهل الرجال ولا يخفى عليه حالهم وهن فقيه آدمی ہیں فقہی حدیث سے ہی بحث کرتے ہیں اسلئے کہ وہ متخصص آدمی ہیں جب حدیث کو سنتے تھے تو اسے ضبط کر لیتے تھے پھر اس کے طرق (سند) کے متعلق پوچھتے اور تحقیق کرتے۔ اور ان کو راویوں کے حالات بھی معلوم تھے ان کے حالات ان پر مخفی نہ تھے۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن داؤد الحرابیؒ فرماتے ہیں ينبغي للناس أن يدعوا في صلاحهم أبي حنيفة لحفظه الفقه والسنن عليهم (مکاتذہ ص 196) امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو چاہئے کہ امام صاحب کے حق میں دعائیں کیونکہ انہوں نے سنت اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔

قليل مدت میں کثیر تعداد حدیث کی حفظ والقاء :-

امام اعظمؒ کی موجودگی میں ایک مرتبہ امام اعظمؒ سے کسی نے کسی مسئلے کے متعلق پوچھا تو امام اعظمؒ جواب نہ دے سکے امام اعظمؒ نے اس مسئلہ کا جواب دیا امام اعظمؒ نے امام اعظمؒ سے پوچھا کہ آپ کو یہ مسئلہ کہاں سے معلوم ہوا؟ امام صاحب نے فرمایا کہ فلاں دن میں نے فلاں سے جو حدیث سنی تھی اس سے مستنبط کیا بہت سی احادیث ذکر کر دی امام اعظمؒ نے امام صاحب کو کہا یا ابی حنیفة ما حدثناک به شهوراً أحد ثنتا به فی ساعة (مکاتذہ ص 197) جو احادیث ہم نے آپ کو مہینوں میں بتایا وہ آپ نے ہمیں تھوڑی دیر میں بتا دیا۔

اور امام شعیبؒ ہی نے ایک دوسرے موقع پر فرمایا یا معشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصيادلة (مکاتذہ ص 197)

اور یہی جملہ سفیان بن عیینہ نے بھی ایک موقع پر فرمایا تھا۔ اور جب ان سے مسئلہ پوچھا جاتا اور ان کے ذہن میں اس کا جواب نہ ہوتا تو فرماتے کہ ابو حنیفہؒ سے پوچھو اس لئے کہ ”بنورک فی علمہ“ اس کے علم میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ اتنے بڑے حضرات کا امام صاحبؒ کی شخصیت کا اعتراف کرنا امام صاحبؒ کے اس علمی مقام کی کافی دوائی دلیل ہے۔

خطیب بغدادیؒ اپنی سند کے ساتھ اسرائیل بن یونسؒ سے روایت کرتے ہیں قال کان نعم الرجل النعمان ما کان أحفظه لكل حدیث فیہ فقه و أشد فحوصه عنه و أعلمه بما فیہ من الفقه کان ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه امام صاحبؒ کیا ہی خوب آدمی تھے ہر ایسی حدیث کو جس میں فقہ ہوتی اسے یاد کر لیتے تھے، اور اس کے متعلق چھان بین کرتے تھے اسرائیل بن یونسؒ جیسا محدث امام اعظمؒ کے علم حدیث کو حفظ کے لفظ سے یاد فرماتے ہیں ممالک مشرق کو ذرا اور عراق کے بے نظیر امام :-

امام ابو یوسفؒ، امام صاحبؒ کے منصب علم حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ما رأیت أعلم بتفسیر الحدیث من ابی حنیفہ و کان أبصر بالحدیث منی

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے امام اعظمؒ کے متعلق حسب ذیل اشعار میں آپ کے مقام حدیث کو بیان فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں

روی آثاره و أجاب فیها كطیران العصفور من المنیفة

ولم یک بالعراق نظیره ولا بالمشرقین ولا بکوفه

آپ نے آثار کو روایت کرنے میں ایسی بلند پرواز دکھائی ہے جیسا کہ پرندے بلند مقام پر پرواز کرتے ہیں ممالک مشرق، کوفہ اور عراق میں تو آپ کی نظیر نہیں (مقام حقیقت ص 71)

یحییٰ بن معین سے امام صاحبؒ کی ثقاہت فی الحدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا نعم ثقة ثقة و کان واللہ أروع من أن یکذب و هو أجل قدرا من ذلک چنانچہ موصوف ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کان ابی حنیفہ ثقة صدوقاً فی الفقه و الحدیث مأموناً علی دین اللہ (مکاتب ص 192)

الدکتور محمد قاسم عبدہ الحارثی نے بڑی اچھی بات لکھی ہے فرماتے ہیں لأنه ما المقصود من حفظ السنن؟ هل المقصود أن نحفظها ونضبطها ثم نترکها فی بطون الكتب؟ أو المطلوب تدبرها والغوص فی معانیها کلا؟ بل المقصود التدبر و التفقه و هو المقصود من تبلیغ السنة و حدیث رسول اللہ ﷺ بدلیل قوله ﷺ نصر اللہ امرأ سمع مقالتي فوعاها فأداها كما سمعها و فی رواية فرب حامل فقه الى من هو أفقه منه و هكذا کان أبو حنیفہ یبحث عن الفقه فی الحدیث الذی هو المصدر الثانی للفقه و هل یصدر الفقه إلا عن هذین الأصلین (مکاتب ص 196 ص 197)

اور اس حدیث کو امام صاحب نے اپنے مسانید میں سے ایک سند جن کی تعداد پندرہ ہے روایت کیا ہے ان کی بات کا حاصل یہ ہے کہ سنن کو یاد کرنے کا مطلب یہ تھوڑا ہی ہے کہ ان کو کتابوں کے پیڑوں میں بند کر کے رکھ دیں۔ بلکہ مقصد ان سے یہ ہے کہ ان کے معانی میں غور و فکر کرنا اور احکامات مستنبط کرنا ہے جو کہ سنت اور حدیث کی تبلیغ کا مقصد ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مبلغ کیلئے حدیث کو پہنچانے پر دعا فرمائی ہے اور ساتھ ساتھ اس تبلیغ کا ایک ثمرہ اور فائدہ بھی فرمایا کہ بسا اوقات جسے بات سنائی جائے سامع سے زیادہ افقہ ہوتا ہے اس حدیث وغیرہ میں غور و فکر کر کے احکامات مستنبط کر سکتا ہے۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ بھی حدیث پاک میں فقہ تلاش کیا کرتے تھے۔ جو کہ تبلیغ سنت کا مقصد تھا۔

امام صاحبؒ پر اہل الرائے کا الزام :-

کتب تاریخ اسلام، طبقات رجال اور مناقب وغیرہ میں امام ابو حنیفہؒ کا لقب امام اہل الرائے مذکور ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل الرائے ہونا شرعی اور لغوی لحاظ سے کیا حیثیت رکھتا ہے؟ محمود اور باعث فضیلت ہے یا مذموم؟

رائے کا لغوی اور اصطلاحی معنی :-

علامہ ابو الفتح ناصر الدین المطر زی لکھتے ہیں الرائے ما اختاره الانسان واعتقده وفيه ربيعة الراى بالاضافة فقيه اهل المدينة (المغرب ص 197 ج 1 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص 159) رائے اس نظریہ اور اعتقاد کو کہا جاتا ہے جس کو انسان اختیار کرتا ہے اور اسی اضافت کے ساتھ ربيعة الرائے ہیں جو اہل مدینہ کے فقیہ تھے اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی نظریہ اور اعتقاد ہوتا ہے جسے اس شخص کی رائے کہا جاتا ہے۔

علامہ ابو الفضل القرشی تحریر فرماتے ہیں ”رائے دین بدل، دینائی دل“ (صراح ص 551 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص 159) رائے دل کی بصیرت اور دینائی کو کہتے ہیں ظاہر بات ہے کہ دل کی روشنی اور بصیرت خداوند کریم کا خالص تحفہ اور عطیہ ہے یہ کوئی مذموم شے نہیں شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مقدمہ فتح الہلم میں تحریر فرماتے ہیں والرائے هو نظير القلب يقال رأى رأيا رائے کے معنی دل کی نظر اور بصیرت کے ہیں۔

علامہ ابن اثیر الجزری الشافعیؒ فرماتے ہیں والمحدثون يسمون اصحاب القياس اصحاب الراى يعنون انهم يأخذوا برايهيم فيما يشكل من الحديث ومالم يات فيه حديث ولا اثر (تحفة الاحوذ ص 206 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص 160) کہ محدثین اصحاب قیاس کو اصحاب الراى کہتے ہیں اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ وہ مشکل حدیث کو اپنی رائے اور سمجھ سے حل کرتے ہیں یا ایسے مقام پر وہ اپنے قیاس اور رائے سے کام لیتے ہیں جس میں کوئی حدیث نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب الراى وہ حضرات ہیں جو مشکل احادیث اور غیر منصوص مسائل کو اپنی تدبیر اور دل کی بصیرت (جو منجانب اللہ محبوب ہوتی ہے) سے حل کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور محدثین کرام اس معنی کے لحاظ سے ان کو اصحاب الراى کہتے ہیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين